

امام طحاوی کی کتاب اختلاف الفقہاء

محمد صغیر حسن معصومی

امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی (المتوفی سنہ ۳۲۱ھ) سر خیل علماء حنفیہ ہیں، بجا طور پر ان کا شمار مجتہدین میں ہوتا ہے۔ ان کی شرح معانی الآثار مدارس عریہ کے نصاب میں داخل ہے اور اپنے فن میں نادر کتاب ہے۔ ان کی شرح مشکل الآثار چار جلدوں میں حیدرآباد سے چھپ چکی ہے مگر کچھ جلدیں اب تک دستیاب نہیں۔ اس کتاب کی اہمیت کے پیش نظر اندلسی امام ابن عبدالبر نے اس کا اختصار کیا اور مختصر شرح مشکل الآثار نام رکھا۔ مالٹا کے حنفی عالم یوسف الحنفی نے المعتمر من المختصر کے نام سے مختصر کا اختصار پیش کیا جو دو جلدوں میں زیور طباعت سے آراستہ موجود ہے۔ امام طحاوی کی ایک نایاب کتاب اختلاف الفقہاء کی جلد اول عربی اور انگریزی مقدموں لیز مختصر تعلیقات کے ساتھ راقم الحروف نے تیار کی اور ادارہ تحقیقات اسلامی نے اپنے پریس میں اہتمام کے ساتھ چھاپ کر شائع کیا۔ جو حصہ لوگوں کو پیش کیا گیا ہے راقم الحروف کے ہاتوں کے لکھے ہوئے نسخے کا ایک چوتھائی ہے اس کی تحقیق دارالکتب المصریہ کے واحد نسخے کی مدد سے کی گئی ہے۔ اس مضمون کے لکھنے کا مقصد اس وقت علامہ طحاوی کا حال بیان کرنا نہیں نہ ان کی کتاب کے مضامین کا جائزہ لینا ہے، صرف یہ تحقیق مقصود ہے کہ اس کتاب کی نسبت امام طحاوی کی طرف کہاں تک صحیح ہے۔ محققین کے مسلک کے مطابق کسی واضح ثبوت و شہادت کی عدم موجودگی میں اس کتاب کی نسبت امام طحاوی کی طرف کسی طرح مشتبہ قرار نہیں دی جا سکتی۔

اختلاف الفقہاء للطحاوی جلد اول کے نسخے کو دیکھ کر ملک کے ناسور

محدث حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری مدفیوضہ نے اپنے موقر ماہنامے بینات بابت ستمبر سنہ ۱۹۷۲ء میں ایک نہایت قیمتی تبصرہ رقم فرمایا ہے۔ ان کی کرم فرمائی میرے لئے موجب تشجیع ہے۔ جس توجہ سے آپ نے اس کا مطالعہ کیا ہے وہ آپ ہی کا حصہ ہے اور راقم العروف کے حق میں جس عزت افزائی کا اظہار کیا ہے اس کا جس قدر شکریہ ادا کیا جائے کم ہے۔

اس تبصرہ میں دو نکتے البتہ ایسے بیان ہوئے ہیں جن کی وضاحت اس لئے ضروری سمجھی گئی کہ ممکن ہے مزید راہنمائی ظہور پذیر ہو۔

پہلا اہم نکتہ یہ ہے کہ حضرت مولانا نے کتاب کی ایک عبارت سے استشہاد کرتے ہوئے اس بات پر اصرار کیا ہے کہ یہ کتاب امام طحاوی کی اختلاف الفقہاء نہیں بلکہ امام ابو بکر جمہاص الرازی کا اختصار ہے، جیسا کہ بیسویں صدی عیسویں کے محقق شیخ الاسلام شیخ محمد زاہد کوثری کا خیال ہے اور جس کے صحیح نہ ہونے کا دعویٰ راقم سطور نے (کتاب کے مقدسہ میں صفحہ ۳۰ پر قدرے تفصیل کے ساتھ کیا ہے۔ اس قسم کے خیال کا اظہار جرمن مستشرق فریڈریک کرن نے اپنے تحقیق کردہ اختلاف الفقہاء للطبری کے مقدسے کے فٹ نوٹ میں بھی کیا ہے۔ فریڈریک کرن کا کہنا یہ ہے کہ امام طحاوی کے نص اختلاف الفقہاء میں ”قال ابو بکر،“ کا جابجا پایا جانا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ ابو بکر رازی کا اختصار کردہ نسخہ ہے۔

اس میں شبہ نہیں کہ حضرت مولانا کی توجہ دلانے سے پیشتر میں اس غلطی میں مبتلا رہا کہ ”قال ابو بکر،“ نص کتاب میں موجود نہیں اور اسی وجہ سے مقدسہ کتاب (ص ۳۲) میں یہ لکھ گیا کہ فحص و تفتیش سے ظاہر ہوتا ہے ”قال ابو بکر،“ ٹائٹل پیج کے علاوہ کہیں موجود نہیں، حقیقت یہ ہے کہ یہ الفاظ اس مخطوطہ میں تقریباً چوبیس جگہوں میں واقع

ہوئے ہیں۔ اور اس لئے مجھے اعتراف ہے کہ پروفیسر کرن کے ظن کو جو میں نے ”بمید من السداد“ کہا ہے صحیح نہیں ہے۔ انشاء اللہ جلد ثانی کی اشاعت کے وقت اس غلطی کی تصحیح کردی جائے گی۔

البتہ راقم الحروف کو حضرت مولانا کے استشہاد سے اطمینان نہیں ہوا اور جیسا کہ تفصیل سے ظاہر ہوگا اس کتاب کو ابوبکر رازی کے اختصار سے تعبیر کرنا کسی طرح قرین قیاس معلوم نہیں ہوتا کیونکہ ان ساری عبارتوں (جن کی تعداد ۲۴ ہے) سے کسی طرح یہ واضح نہیں ہوتا کہ موجودہ نسخہ کتاب کا اختصار ہے اصل کتاب نہیں البتہ ”قال ابوبکر“ کا وجود صرف اس بات پر دال ہے کہ کسی (۱) ابوبکر نے ان مقامات میں امام طحاوی پر نقد و تبصرہ کیا ہے اور تعلیقات کا اضافہ کیا ہے۔ ظن غالب یہ ہے کہ کاتب نسخہ نے ان تعلیقات کو اصل کتاب کا جزو سمجھ کر داخل متن کردیا۔ کیونکہ صرف دو چار مقامات میں ابوبکر کا قول مسائل کے آخر میں مذکور ہے ورنہ بقیہ سارے مقامات میں ”قال ابوبکر“ سے پہلے اور بعد میں امام طحاوی کی تشریحی بحثیں بھی موجود ہیں۔ اگر اختصار ہوتا تو امام طحاوی کے دلائل کے رد میں دلائل ضرور پیش کئے جاتے۔

دوسری بات جو قابل غور ہے وہ یہ ہے کہ عبارت ”ذکر ابو جعفر عن اصحابنا“ صرف ایک جگہ وارد ہے جس کی نشان دہی حضرت مولانا نے کی ہے دوسری جگہوں میں کہیں ”ذکر ابو جعفر“ نہیں پایا جاتا۔

امام طحاوی کے متقدمین شیوخ میں ابو بکر خصاص بھی تھے جن کا نام احمد بن عمر الشیبانی ہے (المتوفی سنة ۵۶۱ھ - ۸۷۴ع) جو بڑے قیہ تھے اور کتاب الخراج، کتاب الحیل، کتاب الشروط الکبیر و الصغیر، کتاب احکام الوقوف اور کتاب المعاصر و السجلات وغیرہ کے مصنف تھے۔ نیز امام طحاوی کے معاصر صغیر امام ابوبکر بن منذر الشافعی تھے جن کی اختلاف الفقہاء کے

ابتدائی اجزا ہمارے ہاتھوں میں ہیں۔ کیا عجب کہ ”ابوبکر“ سے مراد ان میں سے کوئی صاحب ہوں اور ابو بکر جصاص نہ ہوں۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ان سارے مواضع میں کاتب یا کسی قاری نے ”مختصر الطحاوی“ کی شرح للرازی سے ابوبکر رازی کے اقوال حاشیے میں یا بین السطور نقل کردئے ہوں اور اس کتاب کو نقل کرنے والے نے ان کو داخل متن کر دیا ہو۔

البتہ ان باتوں کی تحقیق و تثبیت صرف اسی تقدیر پر ممکن ہے کہ کتاب زیر تبصرہ کا دوسرا نسخہ حاصل ہو جائے۔ (اب تک راقم کو کسی دوسرے نسخے کے وجود کا علم نہیں)۔

ذیل کے سطور میں آپ کے سامنے کتاب اختلاف الفقہاء للطحاوی کی وہ عبارت نقل کی جاتی ہے جس سے حضرت مولانا مدظلہ نے استدلال کیا ہے کہ یہ کتاب در حقیقت امام رازی کی مختصر ہے اصل اختلاف الفقہاء نہیں۔ صفحہ ۱۰۱ (شائع شدہ اختلاف الفقہاء جلد ۱) پر حلف بالامانۃ کے ذیل میں عبارت ملاحظہ کیجئے :

ذکر ابو جعفر عن اصحابنا
فیمن حلف بامانۃ اللہ انہا لیست
بیمین قال ابو بکر و لیس كذلك
الجواب فی الاصل ہی یمین عندهم
وقال الشافعی لیست یمین قال ابو
جعفر قال اللہ تعالیٰ : انا عرضنا الامانۃ
علی السموات والارض والایمان و
الشرائع الخ ۔

ابو جعفر نے ہمارے اصحاب سے یہ بیان کیا کہ جس نے اللہ کی امانت کی قسم کھائی تو یہ قسم نہیں ہے ابوبکر فرماتے ہیں ایسا نہیں ہے امام محمد کی کتاب اصل (جو پوری اب تک نہیں چھپی ہے) میں جواب مذکور ہے کہ ان کے نزدیک یہ قسم ہے اور شافعی فرماتے ہیں کہ یہ قسم نہیں ہے ابو جعفر فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ”ہم نے امانت آسمانوں پر پیش کی،“ مراد یہ ہے کہ قسموں اور شریعتوں کو پیش کیا ۔

اس عبارت کے بعد سعد بن جبیر، مجاہد کے آثار اور الولید بن نعمان الطائی کی حدیث ”قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من حلف بالامانة فليس مناء“ سے امام طحاوی نے استدلال کیا ہے کہ حلف بالا مانة حلف باللہ سے خارج ہے یعنی یمین نہیں، اس مسئلے کی وضاحت مبسوط للسرخی جلد ۸ صفحہ ۱۳۳ پر بھی ملاحظہ ہو، جہاں امام طحاوی کی رائے مذکور ہے۔

اس میں شبہ نہیں کہ عبارت بالا میں ابوبکر نے طحاوی کے بیان کی تردید کی ہے۔ البتہ حسب ذیل دو باتیں قابل غور ہیں :

(۱) اس کتاب میں ”ذکر ابو جعفر عن اصحابنا الخ“ ایسی عبارت ہے جو اس کتاب کے ماقبل اور مابعد کے مسائل کی ابتدا میں کہیں مذکور نہیں۔ عام طور سے مسائل کے ذیلی عنوانات کے بعد ”قال اصحابنا“ سے عبارت کی ابتدا ہوتی ہے یا ”قال ابو یوسف“، ”قال حماد“، ”قال ابو حنیفہ“، یا کسی حنفی امام کے قول سے ابتدا کی گئی ہے۔ بنا بریں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ عنوان کے بعد خالی جگہ میں ابو بکر کی تعلیق تحریر میں آئی جس کو بعد میں متن میں داخل کر دیا گیا۔ البتہ ”عندہم“ کا اظہار اور پھر بعد میں امام شافعی کے قول کا ذکر اس بات کو چاہتا ہے کہ یہ ”ابوبکر“، ابوبکر رازی نہیں، بلکہ اغلب یہ ہے کہ امام طحاوی کے معاصر ابوبکر محمد بن منذر الشافعی ہوں۔ کیونکہ امام رازی ”عندہم“ کی جگہ ”عندنا“ فرماتے الا یہ کہ ”عند ہم“ میں ”ہم کی ضمیر ”اصحابنا“ کی طرف راجع کریں کہ یہ بھی قرین قیاس ہے۔

(ب) اس عبارت کے بعد امام طحاوی کا استدلالی بیان جو اکثر احناف و دیگر ائمہ کے اقوال کے بعد بیشتر مقامات میں آثار و احادیث پر مشتمل مذکور ہوتا ہے یہاں بھی موجود، نیز ابتداء کتاب سے تا اختتام موجودہ نص کے اسلوب میں یکانگت موجود ہے۔

علاوہ ازیں ابوبکر والی عبارت سے نقد کا اظہار تو ہوتا ہے، اختصار کی شہادت نہیں ملتی، المعتصر بن المختصر (جس کا ذکر اوپر آچکا ہے) کی عبارت سے تلخیص و اختصار کی وضاحت ہو جاتی ہے۔ اگر اختلاف الفقہاء بھی اختصار ہوتی تو عبارت سے اشارۃً و کنایۃً بلکہ صراحتاً ضرور وضاحت ہو جاتی۔ چنانچہ المعتصر کی عبارتوں سے قاضی ابو الولید الباہی کے الفاظ و ایرادات اور صاحب تلخیص قاضی ابو المحاسن یوسف بن موسیٰ الحنفی کے جوابات صاف طور پر تحریر ہیں (دیکھئے المعتصر ج ۱ طبعہ ثانیہ، حیدرآباد ص ص ۱۱-۵۱-۷۸-۸۳-۱۰۷-۱۱۰-۱۲۵-۱۵۵-۱۶۰-)

دوسری عبارت جس میں ”قال ابوبکر“ کے الفاظ موجود ہیں، حسب ذیل ہے :-

”قال ابو جعفر لم نجد عن اصحابنا توقيت المضاربة و قياس قولهم في الوكالة انها لاتختص بالوقف لانهم قالوا لو وكل رجلا ببيع عبده اليوم فباعه غدا جاز وكانت كالوكالة المطلقة۔

قال ابو بكر هذا ليس بشئ لانهم يقولون لو قال بعه اليوم ولا تبعه غدا لم يكن له يعه غدا و كذلك لو قال على ان يبعه اليوم دون غد۔

و قال مالك و الليث و الشافعي اذا وقتها فسدت۔

استحقاق اجرت کے عنوان کے ماتحت اصحاب حنفیہ اور دوسرے ائمہ کے اقوال کے بیان کے بعد فرماتے ہیں (ورقہ ۷۰ و) :

”وقال ابو جعفر قد اتفقوا على انه لو عجل له الاجرو قبضه الماخر انه يملكه فدل على انه قد ملكه بنفسه العقد لان الما يكون مملوكا بالعقد لا يملك بالتبض كالمشترا على ان الباع بالخيار،۔

”قال ابو بكر لا يملكه بالتبض و انما يملكه بالتعجيل و معنى التعجيل

تعجل الملك و لو عجله له ولم يقبضه لملكه و قد يملك ايضاً عندنا بالقبض دون العقد كالهبة و الصدقة و البيع الفاسد۔

قال ابو جعفر و اما وجوب قبض (الاجرة) فينبى ان يكون بازاء قبض المتاع لقبض المبيعان بازاء قبض اهدا لها و ليس قبض المستاجر بازاء قبض المبيع لان المبيع يصير فى ضمان المشتري بالقبض و المنافع لاتصير فى ضمانه بقبض المستاجر۔

قال ابو جعفر روى سفيان بن عيينة و عبدالله بن عمر عن عبدالكريم بن بن ملك عن مجاهد عن عبدالرحمن بن ابى ليلى عن على عليه السلام قال بعثنى رسول الله صلى الله عليه وسلم الى الجزار الذى جزر بد نه فامرني ان اقوم على بد نه و ان اقسم جلودها و حلالها و ان لا اعطى الجزار منها شيئا منها و قال انا نعطيها من عندنا و فى لفظ اخر انا نعطيها من غير ذلك۔

قال ابو جعفر و هذا عبدالكريم الخ

ورق ۱۴۴ ظ مى بعنوان ”فى الشفعة هل تورث“، ملاحظه كيجئ

قال ابو جعفر الشفعة راي فى الاخذ فلا تورث كمالا يدخل فى الوصية قال ابو بكر و ايضا انها حق يملك به كخيار القبول،

ان مختلف عبارتوں سے واضح ہے کہ ابو بکر نے امام ابو جعفر طحاوی کے بیان کردہ مسائل کے خلاف یا بطور اضافہ کچھ سطروں کا اضافہ کیا ہے کسی عبارت سے امام طحاوی کے اقوال کا اختصار یا حذف کرنا ظاہر نہیں ہونا بلکہ دو چار مقامات کے علاوہ سارے ان مواقع میں جہاں ”قال ابو بکر“ کے الفاظ پائے جاتے ہیں ان کے بعد امام طحاوی کے دلائل جو بیشتر آثار صحابہ یا احادیث نبویہ پر مشتمل تھے مذکور ہیں۔ بنابراین یہ قرین قیاس معلوم ہوتا ہے کہ ”قال ابو بکر“ کے عنوان سے بین السطور یا حواشی پر تعلیقات کا اضافہ کیا گیا ہے، کاتب نے اس وجہ سے کہ بہت سی جگہوں میں

مصیح نے کچھ الفاظ حاشیے پر لکھے ہیں ان تعلیقات کو بھی اضافہ سمجھ لیا اور داخل متن کر لیا۔

پھر یہ سمجھ میں نہیں آتا کہ اختلافی اقوال کے مجموعے کا اختصار کس نہج پر ہو سکتا ہے، امام طحاوی کی کتاب مختصر الطحاوی ہمارے پیش نظر ہے اور ان کی شرح معانی الآثار نیز بیان مشکل الحدیث یا مشکل الآثار بھی ہمارے ہاتھوں میں ہیں اور ان سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اختلاف الفقہاء میں جہاں تک اقوال ائمہ کا تعلق ہے اسی کتاب میں مختصر الطحاوی کا اسلوب ظاہر ہے، البتہ اپنے قول کی تائید میں آثار و مرویات سے شواہد کے بیان کرنے سے گریز نہیں کرتے، بلکہ تقریباً ہر مسئلہ کے اختتام میں انہوں نے اپنے قول کی وضاحت کی ہے۔

علماء کرام نے غالباً اسی وجہ سے مختصر الطحاوی کی شرح لکھی ہے اور اس کے شارحین میں امام ابو بکر جصاص الرازی نمایاں ہیں اور بہتوں نے طوالت کے پیش نظر معانی الآثار و مشکل الآثار کا اختصار کیا ہے۔

امام ابو بکر جصاص الرازی کی معركة الارا کتاب احکام القرآن کی جلدیں ہمیں دستیاب ہیں اور ان میں اختلافی مسائل اور اختلافی اقوال کے جا بجا ابواب بھی موجود ہیں نیز امام ابو جعفر طحاوی کے بیانات اور ان کے بیان کردہ مرویات کے حوالے بھی موجود ہیں مگر کہیں ان کی کتاب اختلاف الفقہاء کا ذکر نہیں اور نہ اختلافی اقوال کے سلسلے میں اختلاف الفقہاء کے اختصار کا ذکر ملتا ہے اس سلسلے میں اگر ذکر کرتے ہیں تو شرح مختصر الطحاوی کا۔ ملاحظہ فرمائیے احکام القرآن للجصاص جلد اول صفحہ ۸۲ :

”وقد ذکرنا اختلاف الصحابة فيه (و فی الجبد) فی شرح مختصر الطحاوی،“
 ”جد (دادا) کے حصہ ترکہ کے بارے میں صحابہ کرام کے اختلاف کا ذکر ہم نے شرح مختصر الطحاوی میں کیا ہے۔“ امام طحاوی کے مزید حوالے کتاب

مذکور جلد اول کے حسب ذیل صفحات میں ملاحظہ فرمائیں : ۵۳-۶۷ -
۱۱۹-۲۱۱ - جلد دوم صفحہ ۶۵ جلد سوم ص ۲۶۱-۳۲۵ -

اب آئیے صاحب کشف الظنون کے بیان پر بھی غور کرلیں تو سب سے پہلے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ابن الندیم (ص ۴) اور علامہ ابن عبدالبر (بحوالہ مفتاح السعادة لابن عبد العزيز ج ۲ ص ۱۳۷ . . .) کے بیان کے خلاف انہوں نے اختلاف الفقہاء کا ذکر عنوان ”اختلاف العلماء“ کے ذیل میں کیا ہے (قائمہ ۳۲ حوالوں کی تفصیل کے لئے دیکھئے راقم کی تحقیق کردہ کتاب کا مقدمہ ص ۳۰) اور خود مخطوطہ مصر کا سرورق بتاتا ہے ”الجز الثانی من احکام القرآن للشیخ الامام ابی بکر الرازی المعروف بالجصاص“، اور اس عنوان کے تحت میں مرقوم ہے : ”فہرست : صرف عناق - صید . . . وغیرہ“، پوری عبارت دیکھئے کتاب مطبوعہ مقدمہ ص ۳۲ پر، اور دارالکتب المصریہ کے کتیلانگر نے عنوان کتاب کے خانہ میں لکھا ہے ”اختلاف الفقہاء الجزء الثانی“، جرمن مستشرق فریڈرک کرن بھی جس نے ابن جریر طبری کی کتاب اختلاف الفقہاء کے کچھ حصے کو سنہ ۱۹۰۲ع میں شائع کیا اس کتاب کا عنوان ”اختلاف الفقہاء لابی جعفر الطحاوی الحنفی لکھا ہے (ص ۵)۔ صرف صاحب کشف الظنون کے بیان کے مطابق اس کا نام ”اختلاف العلماء“ کے عنوان کے ماتحت ”اختلافات الروایات“، لکھا ہے۔ پوری عبارت حسب ذیل ہے : ”اختلاف العلماء - صنف فیہ جماعة منهم الامام ابو جعفر احمد بن محمد الطحاوی الحنفی المتوفی سنة لاحدی و عشرين و ثلثمائة و يقال له اختلاف الروایات و هو فی مائة و لیف و ثلاثین جزءاً و قد اختصر، الامام ابوبکر احمد بن علی الجصاص الحنفی المتوفی سنة سبعین و ثلثمائة“۔

جیسا کہ صاحب کشف الظنون کا طریقہ ہے، اختلاف الروایات کے لئے الگ عنوان قائم کرنا چاہئے تھا، چنانچہ انہوں نے فقیہ ابو الیث سمرقندی

کی ”مختلف الروایة“ کو ”اختلاف العلماء“ کے ذیل میں ذکر نہیں کیا اور الگ عنوان حرف مبہم کے ذیل میں ذکر کیا ہے ساتھ ہی شیخ علاء سمرقندی کی مختلف الروایة کے لئے بھی الگ عنوان قائم کیا ہے (ملاحظہ ہو کشف الظنون ج ۲ قائمہ ۱۶۳۶)۔

صاحب کشف الظنون کی مضطرب البہانی کی شکایت حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی کو بھی ہے۔ چنانچہ فوائد بہجہ ص ۲۸ میں فرماتے ہیں: ”و ذکر صاحب کشف الظنون عند ذکر احکام القرآن انہ لمحمد بن احمد المعروف بالجصاص الرازی المتوفی سنة سبعین وثلثمائة و قال عند ذکر شرح ادب القضاء للخصاف منهم ابو بکر احمد بن علی و قال عند ذکر شرح مختصر الکوفی والامام ابو بکر محمد بن علی المعروف بالجصاص الحنفی فانظر الى هذه الاختلافات یسمیہ تارة احمد بن علی وتارة محمد بن علی وتارة محمد بن احمد والصواب هو الاول“۔

”یعنی صاحب کشف الظنون نے احکام القرآن کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ یہ کتاب محمد بن احمد مشہور بہ جصاص الرازی (متوفی سنہ ۵۳۷) کی ہے اور اصول الفقہ کا ذکر کرتے ہوئے کہا ہے کہ یہ امام ابو بکر احمد بن علی مشہور بجصاص الرازی (متوفی سنہ ۵۳۷) کی ہے اور خصاف رح کی ادب القضاء کے شارحین میں ابو بکر احمد بن علی کو شمار کیا ہے اور کرخی کی مختصر کی شرح کے ذکر میں امام ابو بکر محمد بن علی مشہور بہ جصاص حنفی لکھا ہے، تو ان کے ناموں کے اختلاف کرنے کو دیکھو کبھی تو احمد بن علی کہتے ہیں اور کبھی محمد بن علی اور کبھی محمد بن احمد، اول نام صحیح ہے۔

(استاسبول کے مطبوعہ ایڈیشن میں ظاہر ہے ایڈیٹر نے ان ناموں کی تصحیح کردی ہے البتہ فٹ نوٹ میں واضح کر دیا ہے کہ پیرس کے مخطوطہ (ایڈیشن) میں بھی اختلافات موجود ہیں)۔

بناہیں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ صاحب کشف الظنون نے مختصر الطحاوی کے خیال کے ماتحت ”اختلاف العلماء“ کے ذکر کے ساتھ اس کے اختصار کا ذکر بھی کر دیا ہے، اور صاحب کشف الظنون پر اعتماد کرتے ہوئے حضرت علامہ شیخ زاہد الکوثری بھی ان کے ہم نوا ہو گئے۔ بظاہر یہ یقینی امر ہے کہ کتاب کے نسخے کو نہ صاحب کشف نے دیکھا اور نہ الطحاوی فی سیرۃ الطحاوی، تحریر کرتے وقت اصل متن شیخ کے پیش نظر رہا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ لکھ گئے کہ ”اس میں چاروں ائمہ کے اقوال ہیں“، جس کی نشان دہی راقم نے مقدمہ میں کی ہے اور جس کا اعتراف محترم علامہ بنوری صاحب نے بھی کیا ہے۔

ان تفصیلات کے پیش نظر جن کا ذکر ابھی کیا گیا یہ دعویٰ کہ ”یہ کتاب جو اختلاف الفقہاء کے نام سے طبع ہو رہی ہے یہ مختصر اختلاف الفقہاء ہے اور ابوبکر جصاص رازی کی تالیف ہے طحاوی کی کتاب نہیں ہے۔“ تاریخی شہادت و قرائن سے پایہ ثبوت کو نہیں پہنچتا۔ یہ دعویٰ درحقیقت دعویٰ نہیں بلکہ اس راقم کے دعویٰ کا انکار ہے جس کے ثبوت کے لئے کتاب کی عبارت مذکور الصدر پیش کی گئی ہے اور یہ بات واضح کی جا چکی ہے کہ عبارت مذکورہ اختصار پر دلالت نہیں کرتی بلکہ تشریح مزید کی حامل ہے۔

دوسرا نکتہ جو حضرت مولانا نے لکھا ہے وہ حسب ذیل ہے: (دیکھئے بینات رجب المرجب سنہ ۱۳۹۲ ص ۳۱) ”مقدمہ کے صفحہ ۱۲ پر مروزی کا نام احمد بن نصر ذکر کیا ہے صحیح محمد بن نصر ہے۔“

اس نکتے کے متعلق گزارش ہے کہ یہ عبارت ابن ندیم کی ہے خاکسار کی نہیں جس پر ہندسہ ۱۹ قوسین میں حوالہ کے نمبر پر دال ہے مقدمہ کی عبارت یہ ہے: (مقدمہ ص ۱۲)۔

” . . . قاله بقول :- المروزی ، واسمه احمد بن نصر و له من الكتب
كتاب اختلاف الفقهاء الكبير الخ “ -

بظاہر حضرت مولانا کے ذہن میں مشہور محدث محمد بن نصر رہے ہیں
جو المسند المروزی کے مولف ہیں اور جن کی کوئی کتاب اختلاف الفقهاء
نام کی نہیں -

